مسند امام زید کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر سید حیدر عباس واسطی*
dr.shawasti@yahoo.com

کلیدی کلمات: مسند امام زید، ابو خالد واسطی، بنی اُمیہ، بنی عباس، زیدیہ، شیخ محمد ابو زہرہ مصری۔

خلاصہ:

حضرت زید بن علی کی ۱۲۲ ہجری میں شہادت کے بعد اُن سے منسوب زیدیہ فرقہ وجود میں آیا۔اس فرقہ کی ایک اہم کتاب مسند امام زید کے نام سے مشہور ہے۔ بعض لوگوں کے مطابق حضرت زید کی شہادت کے آپ کے شاگرد عمرو بن خالد اور ابو خالد واسطی نے آپ سے سُنی ہوئی احادیث اور فقہی آراء کو دو کتابوں کی صورت میں شائع کیا۔ عبد العزیز بن اسحٰق بقال نے ۳۶۰ ھ میں ان کتابوں کو دوبارہ جمع کرنے کا کام مکمل کیا اور یہ کتابیں ۱۳۴۰ھ میں مُسند امام زیدؑ کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں قاہرہ سے شائع ہوئیں۔

پاکستان میں زیدیہ فرقے کو فروغ دینے کی کوشش کی تسلسل میں مُسند امام زیدؑ کا ترجمہ شائع کیا گیا۔اس مقالہ میں اس کتاب کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ کے مطابق یہ اس کتاب کا حضرت زید شہید کے فرمودات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اِس مجموعے کو اُن کی طرف نسبت دینا نہ تنہا علمی خیانت بلکہ ایک منظّم سازش ہے۔مقالہ نگار کے مطابق یہ کتاب دراصل، شیخ واسعی کی کاوش ہے۔

* ۔ایم اے اسلامک اسٹیڈیز، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی (جامعہ کراچی)

چونکہ حضرت زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تاریخ اسلام کی ایک اہم علمی شخصیت ہیں۔آپ نے ۱۲۲ر ہجری میں بنو اُمیہ کے فسق وفجور کے خلاف امر بالمعروف وَ نہی عن المنکر کے احیاء کے لیے قیام کیا اور ایک خونریز جنگ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت زید شہید علیہ السلام کے علم وعمل کی شہرت کے سبب اُن کی شہادت کے بعد ایک فرقہ وجود میں آیا، جس کے مشاہیر نے اس فرقہ کو حضرت زید شہید علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا جو زیدیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگ حضرت زید شہید کی علمی خدمات سے معترف ہوئے، تو اس فرقے میں لوگ جوق در جوق شامل ہونے لگے۔زیدیہ فرقہ کے مشاہیر نے حضرت زید شہید کی بیان کردہ احادیث اور فقہی آراء پر مشتمل ایک کتاب روشناس کرائی۔ اس کتاب کے حوالے سے لوگوں کو یہ گُمان ہوگیا کہ حضرت زید شہید نے کسی موقع پر دعویٰ امامت کیا اور ائمہ اہلبیتؑ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کی مخالفت کی اور حضرت زید شہید کے متعلق بنو اُمیہ اور بنو عباس کی جانب سے کیے گئے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر آپ سے بد ظن ہو گئے۔آج کل پاکستان میں میں بھی کچھ لوگ اس فرقے کو فروغ دے رہے ہیں اور مُسند امام زیدؒ نامی کتاب کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے، جس کے سبب علم دوست افراد کی ایک بڑی تعداد حضرت زید شہید کی طرف منسوب کتاب مُسندِ امام زیدؒ کی اسناد کے متعلق جاننا چاہتی ہے، لہٰذا ہم نے اس مقالے میں اسی کتاب کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

مُسند امام زیدؒ نامی کتاب زیدیہ فرقہ کی عمومی کتب میں شمار کی جاتی ہے اور مختلف ادوار میں مجموع الفقہی وَ الحدیثی، مجموع الحدیثی وَ الفقہی اور مسند امام زیدؒ کے نام سے مختلف بلاد عرب میں شائع ہوتی رہی ہے۔ اس مقالے میں مسند امام زیدؒ پر بحث کی گئی ہے، کیونکہ مُسند امام زیدؒ کی تالیف اور اشاعت کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ۱۲۲ر ہجری میں حضرت زید شہید اور ۱۲۵ر ہجری میں اُنکے بیٹے حضرت یحییٰ بن زید کی خراسان کے شہر سرخس میں بنو اُمیہ کے ہاتھوں شہادت کے پے در پے واقعات کے دوران ، حضرت زید شہید کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد بھی جو اُنکے ساتھ جہاد میں شریک تھی، شہید ہو گئی اور حضرت زید شہید کے زندہ بچ جانے والے ایک شاگرد عمرو بن خالد جو ابو خالد واسطی کے نام سے معروف ہوئے۔اُنہوں نے حضرت زید شہید کی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے حضرت زید شہید سے سُنی

ہوئی احادیث اور فقہی آراء کو دو کتب مجموع الفقہی اور مجموع الحدیثی کے نام سے تالیف کرکے روشناس کرایا۔ یہ کتب دوسری صدی ہجری میں فقہ اور حدیث کی باقاعدہ کوئی کتاب نہ ہونے کے سبب بے پناہ مقبول ہوئیں اور دوسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی فقہ اور احادیث کے موضوع پر اولین کتب قرار پائیں۔ مگر کچھ کم فہم افراد نے فقہ و احادیث کے حوالے سے موطاء امام مالک نامی کتاب کو فقہ و حدیث کی اوّلین تصنیف قرار دیا جو حقائق کے بالکل منافی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عباسی حکمران ابو جعفر منصور ۱۳۷ہجری میں تخت حکومت پر بیٹھا تو مجموع الفقہی اور مجموع الحدیثی کی شہرت دیکھ کر اُسے خوف لاحق ہوگیا کہ عراق میں موجود جہادی قوتیں حضرت زید شہید کی پیروی کرتے ہوئے کسی بھی وقت اُسکی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوں گی، لہٰذا اُس نے اہل عراق کو اہلبیت رسول ﷺ سے دور کرنے اور بنو عباس مخالف تحریکوں میں شمولیت سے اُنہیں باز رکھنے کے لیے یہ تدبیر نکالی کہ فقہ اور حدیث کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کراکر پورے ملک میں رائج کی جائے اور مجموع الفقہی اور مجموع الحدیثی کو منظر عام سے ہٹا دیا جائے۔ ابو جعفر منصور نے اس مقصد کے پیش نظر مدینہ منورہ کا دورہ کیا جہاں اُس نے علماء عامّہ کی معروف شخصیت امام مالک سے ملاقات کی اور اُنہیں اپنی اس خواہش سے آگاہ کیا جسے ابو مصعب نے اس طرح نقل کیا ہے:

أن أبا جعفر قال لمالك ضع للناس كتاباً أحملهم عليه (۱)

ابو جعفر نے مالک سے کہا ایک ایسی کتاب تصنیف کرو، جس پر میں لوگوں کو عمل کراؤں۔

ابو جعفر منصور کی خواہش سُن کر امام مالک نے جواب دیا:

ان أهل العراق لا يرضون علمنا (۲)۔

اہل عراق ہمارے علم پر راضی نہیں ہونگے، جس پر ابو جعفر منصور نے امام مالک سے کہا:

فقال أبو جعفر يضرب عليه عامتهم بالسيف و تقطع عليه ظهورهم بالسياط وفي بعضه۔ (۳)

ابو جعفر نے کہا! ہم اپنی تلواروں سے اُنکے عام لوگوں کو قتل کرینگے اور بعض کو کوڑے ماریں گے۔

ابو جعفر منصور کے مُسلسل دباؤ پر اُسکی خواہش اور ہدایت کے مطابق امام مالک نے الموطاء کی تصنیف کا کام شروع کیا۔ دوسری طرف عباسیوں نے اس کتاب کو رائج کرنے کے لیے راہ ہموار کرنے کی غرض سے

کوفہ میں رہائش پزیر ابو خالد واسطی کی کردار کشی شروع کردی، جس سے دلبرداشتہ ہو کر ابو خالد واسطی کوفہ سے ترک سکونت اختیار کرکے واسط منتقل ہوگئے اور وہیں ۱۵۰ ر ہجری میں ان کاانتقال ہوا (۴)۔ ابو خالد الواسطی کی کردار کشی کا مقصد لوگوں کو حضرت زید شہیدؒ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکنا تھا۔ ابو جعفر نے امام مالک سے کتاب کی تالیف کی خواہش کااظہار ۱۴۸ ر ہجری میں کیا تھا، مگر امام مالک اپنی تصنیف ابو جعفر منصور کی زندگی میں پوری نہ کرسکے، جس کا ذکر الموطاء میں اس طرح ملتا ہے (فوضع الموطأ فلم يفرغ منه حتى مات أبو جعفر) امام مالک اس کتاب کو ابو جعفر کی زندگی میں مکمل نہ کرسکے۔ امام مالک کی کتاب الموطاء ۱۵۹ر ہجری میں لوگوں کے ہاتھوں میں آئی (۵) ۔ جسے ابو جعفر منصور کے بیٹے مہدی بن ابو جعفر منصور نے سرکاری طور پر رائج کیا۔ اس طرح تاریخی اعتبار سے دوسری صدی میں سامنے آنے والی کتب مجموع الفقہی اور مجموع الحدیثی اولین کتب ہیں اور الموطاء ان کے بعد منظرِ عام پر آنے والی کتب میں سے ہے۔ عباسی حکومت نے اپنی ریاستی قوت استعمال کرتے ہوئے الموطاء کو رائج کیا اور ساتھ ہی حضرت زید شہیدؒ کی طرف منسوب تمام تالیفات کو منظر عام سے ہٹا دیا۔ جس کے سبب حضرت زید شہیدؒ سے منسوب تمام تالیفات وقت گذرتے گزرتے ضائع ہوگئیں اور سرکاری طور پر پورے ملک میں الموطاء کی بے انتہاء تشہیر کی گئی اور الموطاء کو فقہ و حدیث کے حوالے سے پہلی کتاب قرار دیا گیا۔

ابو خالد واسطی کی تالیف کردہ مذکورہ کتب دستیاب نہ ہونے اور اسکی اہمیت کے پیش نظر چوتھی صدی ہجری میں زیدیہ فرقہ کے مشاہیر نے ایک بار پھر مجموع الفقہی اور مجموع الحدیثی نامی کتب کو دوبارہ منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا۔ عبد العزیز بن اسحٰق بقال نے دونوں کتب کو دوبارہ جمع کرنے کا کام ۳۶۰ ھ میں مکمل کیا (۶) جس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ ابو خالد واسطی کی تالیف کردہ مذکورہ کتب زیدیہ فرقہ کے مشاہیر کے پاس موجود نہ تھیں، ورنہ عبد العزیز بن اسحٰق بقال کو انہیں دوبارہ جمع کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ عبد العزیز بن اسحٰق بقال کا ان کتب کو دوبارہ جمع کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ کتب ابو خالد واسطی کی تالیف کردہ کتب نہیں بلکہ، اُنکے کے حوالے سے عبد العزیز بن اسحٰق نے دوبارہ جمع کرکے شائع کیا۔ دونوں کتب ایک کتاب کی شکل میں مُسند امام زیدؒ کے نام سے ۱۳۴۰ ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئیں (۷)۔

مسند امام زیدؒ پر بحث کے لیے ہمارے سامنے دو نسخے ہیں، جن میں سے ایک کا نام مسند امام زیدؒ ہے، جو بیروت سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ مسند امام زیدؒ کا مقدمہ شیخ عبد الواسع بن یحییٰ الواسعی نے تحریر کیا اور اسے مجموع الفقہی سے تعبیر کیا ہے۔ مسند امام زیدؒ عرب ممالک میں میں مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے معروف ہوئی۔ اسکی تفصیل درج ذیل ہے:

۱. مسند الامام زیدؒ مطبوعہ منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت سن اشاعت ۱۹۸۷ء
۲. المجموع الفقہی والحدیثی المسمی بہ (مسند الامام زیدؒ) مطبوعہ صدارات موسستہ الامام زید بن علی (ع) الثقافیۃ یمن، سن اشاعت ۱۹۸۷ء
۳. المجموع الحدیثی والفقہی (اول کتاب صنف فی الحدیث)، تحقیق عبداللہ بن حمود بن درھم الغری۔ المطبعۃ مکتبۃ الامام زید بن علی (ع)، صنعاء۔ الجمہوریہ الیمنیۃ، الطبعۃ الاولی: ۲۰۰۲ء
یہ کتاب موجودہ دور میں یمن اور اردن سے شائع ہوئی ہے، اردن کا پتہ درج ذیل ہے:
موسستہ الامام زید بن علی الثقافیۃ۔ ص۔ب۔ ۱۴۳۶۸۴، عمان
اور اسکے اندرونی صفحہ پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کا پتہ بھی درج کیا گیا ہے۔
P.O.Box.10754, McLean, VA.221, 2, United State of America

ابو خالد واسطی کے حوالے سے جمع کی گئی کتب المجموع الفقہی اور المجموع الحدیثی کی کئی شروح بھی لکھی گئیں (۸)، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱. المنہاج الجلی شرح مجموع الامام زید بن علی۔ یہ شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جو زیدیہ فرقہ کے امام، امام محمد بن المطہر بن یحییٰ، (متوفی ۷۲۸ھ) نے تحریر کی ہے۔
۲. المصباح المنیر شرح المجموع الکبیر، اسے سید یحییٰ بن الحسین بن القاسم (متوفی ۱۱۰۰ھ) نے تحریر کیا۔
۳. فتح العلی شرح مجموع الامام زید بن علی علیہ السلام، اسے علامہ سید احمد بن یوسف بن الحسین بن الحسن بن الامام القاسم بن محمد (متوفی ۱۱۹۱ھ) نے تحریر کیا۔
۴. الروض النضیر شرح مجموع الفقہ الکبیر، اسے معروف محقق قاضی حسین بن احمد سیاغی (متوفی: ۱۲۲۱ھ) نے تحریر کیا اور یہی شرح دور حاضر کی معروف ترین شرح سمجھی جاتی ہے۔ الروض النضیر پہلی بار ۱۳۴۷ھ میں مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر سے شائع ہوئی۔

زیدیہ فرقہ کے مشاہیر ان کتب کو ابو خالد الواسطی کے حوالے سے حضرت زید شہیدؒ سے منسوب کرتے ہیں اور عباسی حکمرانوں کی ایماء پر ابو خالد واسطی کے خلاف ہونے والی کردار کشی کے سبب ابو خالد واسطی پر جرح کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔اس جرح کا ذکر سب سے پہلے الروض النضیر شرح فقہ کبیر میں علامہ سیاغی اور مسند امام زیدؒ کے مقدمہ میں شیخ الواسعی نے کیا۔ انکے بعد دیگر محققین جن میں شیخ محمد ابو زہرہ مصری اور یمن کے معروف محقق عبداللہ بن حمود بن درھم الغری شامل ہیں۔ ان محققین نے نا صرف ابوخالد واسطی کی کردار کشی کے موضوع پر مدلل بحث کی ہے بلکہ ان کا دفاع کرتے ہوئے اپنے دلائل سے جارحین کی جرح کو رد کیا ہے۔ ابو خالد واسطی پر علماء غیر امامیہ کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات درج ذیل ہیں، جن کا ذکر ابن حجر نے تہذیب اور ذہبی نے میزان الاعتدال میں کیا ہے(۹)۔

قال وکیع: کان جارنا فظهرنا منه عل کذب فانتقل الی واسط، و قال ابی عوانه: کان عمرو بن خالد یشتری الصحف من الصیادلة و یحدث بها، و قال یحییٰ بن معین: کذاب غیر ثقه، قال احمد بن حنبل: کذاب، و قال النسائی: کوفی لیس بثقة ولا یکتب حدیثه، و قال الحاکم یروی عن زید بن علی الموضوعات و قال الذهبی: رافضی جلد، و اورد خمسه احادیث ادعی وضعها، و قال حبیب بن ابی ثابت؛ لیس بثقة۔

وکیع نے کہا: عمرو بن خالد ہمارے پڑوس میں رہائش پزیر تھا،اس کا جھوٹ سب پر ظاہر ہوگیا تو وہ کوفہ سے واسط منتقل ہوگیا۔ ابو عوانہ نے کہا: عمرو بن خالد طبیب کی دکان سے کتب خرید کر اُن سے احادیث نقل کرتا تھا۔یحیٰی بن معین نے کہا: ابو خالد غیر معتبر اور کاذب ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا: ابو خالد کاذب ہے۔ نسائی نے کہا: ابوخالد کوفی ہے اور معتبر نہیں وہ اسکی احادیث کو وہ اپنے ہاں نقل نہیں کرتے۔ الحاکم نے کہا: ابوخالد گھڑی ہوئی احادیث کو زید بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ حبیب بن ابی ثابت نے کہا کہ عمرو بن خالد غیر معتبر ہے۔

معروف سیرت نگار شیخ محمد ابو زہرہ مصری نے علماء عامہ کی طرف سے ابو خالد واسطی پر کی جانے والی جرح سے متعلق بیان کیا ہے:

۱. ابو خالد واسطی کے حوالے سے علماء عامہ دو طبقوں میں بٹ گئے ہیں ۔ایک طبقہ انکی نقل کردہ احادیث کو قبول کرتا ہے اور ان پر جرح نہیں کرتا۔ دوسرا طبقہ انکی عدالت پر شک کرتا ہے اور ابو خالد واسطی کو غیر عادل، غیر معتبر اور غالی کہکر متروک الحدیث قرار دیتا ہے۔ (۱۰)

۲. علماء امامیہ اور علماء عامہ رجال نے ابو خالد واسطی پر غیر ثقہ ہونے کاالزام لگایا۔ (۱۱)

شیخ محمد ابوزہرہ مصری نے ابو خالد واسطی پر لگائے گئے، الزامات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا یہ الزامات اس قابل نہیں کہ ان کی بناء پر ابو خالد واسطی کی نقل کردہ احادیث کو فراموش کیا جائے۔ شیخ محمد ابوزہرہ مصری کہتے ہیں کہ ابو خالد واسطی کے مخالفین میں امام نسائی نے سب سے زیادہ سخت انداز اپنایا اور اُنہوں نے ابو خالد واسطی کو غالی اور غیر معتبر قرار دیا، لیکن امام نسائی اپنا موقف ٹھوس شواہد کے ساتھ ثابت نہ کرسکے۔ شیخ محمد ابوزہرہ مصری نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ امام نسائی یا ابو خالد واسطی کے دیگر مخالفین کی آراء سے کسی طور متفق نہیں اور ابو خالد واسطی کی نقل کردہ احادیث کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے (۱۲)۔ شیخ محمد ابوزہرہ مصری کے مذکورہ بیان کا یہاں جائزہ لیا جاتا ہے ،جس میں انہوں نے علماء امامیہ پر ابوخالد واسطی کی رد و قدح کا الزام لگایا ہے۔ جہاں تک شیخ محمد ابوزہرہ مصری نے علماء عامہ کی جانب سے ابو خالد واسطی کی رد وقدح کا ذکر کیا ہے وہ بات تو درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کے اثبات میں ابوزہرہ مصری نے جو حوالے دیے ہیں، انکے شواہد ابن حجر کی تہذیب التہذیب اور ذہبی کی میزان الاعتدال میں ملتے ہیں۔ابوزہرہ مصری نے علماء امامیہ کو بھی ابو خالد واسطی پر رد و قدح کے حوالے سے علماء عامہ کی صف میں لاکر کھڑا کردیا لیکن اسکے اثبات میں وہ کوئی ایساحوالہ یا ٹھوس دلیل پیش نہیں کرسکے جس طرح اُنہوں نے صراحت کے ساتھ علماء عامہ کے اثبات میں حوالوں کو نقل کیا ہے۔ اس لیے ابوزہرہ مصری کی علماء امامیہ کے حوالے سے کہی ہوئی بات درست ثابت نہیں ہوتی کیونکہ تحقیق سے ایسی کسی بات کا ذکر امامیہ فرقہ کی منابع کتب میں نہیں ملتا۔ مذید یہ کہ اگر ایسی کوئی چھوٹی سے بات بھی موجود ہوتی توابوزہرہ اسے حوالے کے طور پر ضرور پیش کرتے۔ اس حوالے سے ہمارا موقف یہ ہے کہ ابوزہرہ مصری نے ابو خالد واسطی پر جرح کرنے کا الزام علماء عامہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ ابوزہرہ مصری نے اس الزام کے زمرے میں امامیہ علماء کو بھی شامل کردیا تاکہ ابو خالد واسطی پر جرح وطعن کرنے کی بات صرف علماء عامہ تک محدود نہ رہے۔ اس کی مذید وضاحت کے لیے معروف امامیہ علماء

رجال کی آراء کو یہاں نقل کیا جاتا ہے، جن کی بنیاد پر ابو خالد واسطی کے حوالے سے ابو زہرہ مصری کی باتوں کو قبول نہیں کیا جاسکتا :

۱۔ شیخ طوسی بیان کرتے ہیں:

أبو خالد الواسطی ابن عمرو بن خالد، له کتاب ذکرهما ابن الندیم۔ (۱۳)

ابو خالد الواسطی ابن عمرو بن خالد کی ایک کتاب ہے، جس کا ذکر ابن ندیم نے کیا ہے۔

۲۔ شیخ طوسی نے اپنی کتاب رجالِ طوسی میں ابو خالد واسطی کو بتری قرار دیا ہے۔ (۱۴)

۳۔ احمد بن علی بن احمد نجاشی کہتے ہیں:

عمرو بن خالد أبو خالد الواسطی عن زید بن علی له کتاب کبیر، رواه عنه نصر بن مزاحم المنقری وغیره أخبرنا محمد بن عثمان قال : حدثنا علی بن محمد بن الزبیر ،عن علی بن الحسن بن فضال ، عن نصر بن مزاحم ، عنه بکتابه۔ (۱۵)

عمرو بن خالد ابو خالد واسطی نے زید بن علی علیہ السلام سے ایک بڑی کتاب کو روایت کیا ہے۔ ان سے نصر بن مزاحم المنقری وغیرہ روایت نقل کرتے ہیں۔

۴۔ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی ابو خالد واسطی کے بارے میں کہتے ہیں:

هولاء من رجال العامة الا ان لهم میلا و محبة شدیدة (۱۶)

یہ غیر امامیہ رجال سے تعلق رکھتے ہیں مگر اہلبیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان کا میلان تھا اور ان سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

۵۔ علامہ حلی نے ابو خالد کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

عمرو بن خالد ابو خالد الواسطی روی عن زید بن علی له کتاب کبیر کان بتریا (۱۷)

عمرو بن خالد ابو خالد الواسطی نے زید بن علیؑ سے ایک بڑی کتاب نقل کی۔ ابو خالد واسطی بتری تھے۔

۶۔ مامقانی نے قول درج ذیل ہے:

عمرو بن خالد الواسطی موثق۔ (عمرو بن خالد الواسطی معتبر ہیں) ۔ (۱۸)

شیخ طوسی، نجاشی اور کشی کی ابو خالد واسطی سے متعلق امامیہ منابع کی کتب میں ملنے والی آراء کو اوپر نقل کیا گیا ہے اوران علماء رجال کی آراء کو امامیہ علماء حتمی قرار دیتے ہیں۔ مذکورہ علماء امامیہ نے ابو خالدالواسطی پر کسی قسم کی تنقید نہیں کی۔ ان علماء رجال نے ابو خالد واسطی کے بارے میں یہ وضاحت ضرور کی ہے کہ ابو خالد واسطی کا تعلق امامیہ رجال سے نہیں ہے، بلکہ ان کا میلان اہلبیت رسول ﷺ کی طرف تھا اور وہ ان سے شدید محبت کرتے تھے۔ علامہ مجلسی نے ابو خالد واسطی کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ غیر امامیہ فرقے کا ایک طبقہ انہیں ثقہ قرار دیتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ ضعیف قرار دیتا ہے(۱۹)۔ لہٰذا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ابوزہرہ مصری علماء امامیہ کے حوالے سے اپنی بات کو کسی ٹھوس دلیل یا مستند حوالے سے درست ثابت کرنے میں ناکام رہے۔

شیخ ابو زہرہ مصری نے ایک دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ اہلبیتؑ اور زیدیہ ابوخالد واسطی کی عدالت کا اقرار کرتے تھے اور اپنے استدلال کے لیے سیاغی کا درج ذیل قول نقل کیا ہے:

اِذَا ثبت اجماع اهل البیت علیهم السلام علی عدالته۔

ان کی عدالت پر اہلبیت کا اجماع ثابت ہوتا ہے(۲۰)

جہاں تک زیدیہ فرقے کا تعلق ہے تو اُس پر بحث کی گنجائش نہیں کیونکہ زیدیہ فرقہ کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے زیدیہ مذہب ابو خالدالواسطی سے لیا ہے، اس لیے اُن کا ابو خالد الواسطی کی عدالت کا اقرار کرنا ایک فطری عمل ہے۔ لیکن اہلبیت رسول ﷺ نے کسی موقع پر ابو خالدالواسطی کی عدالت کا اقرار نہیں کیا اور نہ ہی اس حوالے سے رجال کی کتب میں اس قسم کی کوئی بات ملتی ہے۔ شیخ ابو زہرہ مصری نے مسند امام زیدؑ اور سیاغی کی الروض النضیر کے مقدمات سے سیاغی کی بیان کردہ باتوں کو تحقیق کے بغیر من و عن اپنی کتاب امام زیدؑ میں نقل کیا ہے اور اس سے استنباط کرتے ہوئے کہا: اگر ابوخالدالواسطی عادل نہ ہوتے تو ائمہ اہلبیتؑ اُنکے سامنے احادیث بیان نہیں کرتے۔ ابوزہرہ مصری نے یہ بات کسی ٹھوس دلیل کے بغیر کہی اور تیزی سے آگے نکل گئے، ورنہ اس حوالے سے اگر ان کے پاس کوئی ایسی بات ہوتی، جس سے پتہ چلتا ہو کہ ائمہ اہلبیتؑ نے کسی موقع پر اپنی نشست میں یہ بات کہی ہو فلاں شخص عادل نہیں ہے اور وہ اُنکے سامنے احادیث بیان نہیں کرتے، لیکن ابو زہرہ مصری کے پاس ایسی نہ تو کوئی روایت تھی اور نہ ہی کوئی ٹھوس دلیل تھی، جسے وہ پیش کرتے، لہٰذا انکی ائمہ اہلبیت رسول ﷺ کے حوالے سے کہی ہوئی یہ

بات غیر مقبول ہے۔ائمہ اہلبیت رسول ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی نشستوں میں بلاامتیاز احادیث بیان کرتے تھے اور اس میں کسی کے لیے ان کی احادیث کے سماع پر کوئی پابندی نہیں تھی۔اسی لیے ہر طبقہ کے محدثین نے ان سے احادیث نقل کیں۔یہ بات الگ ہے کہ کسی محدث نے ان کی بیان کردہ کسی حدیث کو اپنے مسلک کے ناموافق ہونے پر نقل نہ کیا ہو۔ابوزہرہ نے ابو خالد واسطی کے حوالے سے علماء عامہ کے ایک طبقے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ طبقہ ابو خالد واسطی کو ثقہ تسلیم کرتا ہے اور انکی احادیث کو قبول کرتا ہے اور غیر امامیہ محدثین کی ایک بڑی تعداد نے ان سے احادیث کو نقل کیا ہے۔جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابو خالد واسطی پر بعض علماء غیر امامیہ کی طرف سے لگائے گئے الزامات کو، ان محدثین نے کوئی اہمیت نہیں دی اور اُن پر کی جانے والی جرح بے سود رہی۔ابوزہرہ مصری نے شیخ واسعی کے تحریر کردہ مسند امام زیدؑ کے مقدمہ سے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ ابو خالد واسطی پر غلو کا الزام محبت اہلبیت رسول ﷺ کے سبب لگایا گیا ہے (۲۱) ۔علماء عامہ کے جس طبقے نے ابو خالدالواسطی پر جرح یا طعن کیا ہے، اُس کی وجہ یہ ہے کہ ان علماء عامہ نے ابو خالد واسطی کا اہلبیت رسول ﷺ کی طرف میلان دیکھتے ہوئے اُنہیں غالی اور غیر ثقہ قرار دیا اور اس بات کو اُنکے نظریہ کے لوگوں نے بڑھاچڑھا کر پیش کیا ہے۔

ابو زہرہ کے بعد مجموع الحدیثی اور مجموع الفقہی پر تحقیق کرنے والے یمن کے ایک محقق عبداللہ بن حمود بن درھم الغری کی ان باتوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے، جو اُنہوں نے ابن حجر اور ذہبی کی کتب میں ابو خالد الواسطی پر لگائے ہوئے الزامات پر بحث کرتے ہوئے بیان کیں اور کہا کہ ان شارحین کا تعلق متاخرین کے طبقے سے ہے۔وہ ذہبی اور دیگر متاخرین کے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے انہیں غیر مقبول قرار دیتے ہوئے ابن ابی حاتم کی اس روایت کو نقل کیا ہے:

حدثنا عمرو بن یحییٰ قال: ما سمعت وکیعاً احداً بسؤ قط۔ ولم یذکر وکیع ابا خالد الواسطی مطلقاً۔ (۲۲)

ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم نے وکیع سے اس قسم کی کوئی بات نہیں سُنی اور نہ ہی وکیع نے ابو خالد کا مطلق ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن حمود بن درھم الغری نے وکیع کے الزام والی روایت کو مرسل قرار دیتے ہوئے کہا: المرسل لا یقبل یعنی: مرسل روایت کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اُنہوں نے مذید زور دیتے ہوئے کہا: وکیع کا تعلق زیدیہ فرقہ سے تھا اور زیدیہ فرقہ کا کوئی شخص ابو خالد واسطی کے بارے میں اس قسم کی بات بیان نہیں سکتا، کیونکہ زیدیہ فرقہ اُنہیں ثقہ اور عادل قرار دیتا ہے اور وکیع کے حوالے سے کی گئی الزام تراشیاں بے بنیاد ہیں۔ عبداللہ بن حمود بن درھم الغری نے ذھبی کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ابو خالد الوسطی کی نقل کردہ جن احادیث کی اسناد پر ذہبی نے جرح کرتے ہوئے وضع شدہ روایتیں قرار دیا، یہ بات سرے سے غلط ہے کیونکہ اگر ان روایتوں کی اسناد میں کوئی فرق پایا جاتا ہے اور ابو خالد الوسطی کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی انہیں نقل کیا ہے تو اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ یہ وضع کردہ روایتیں ہیں، بلکہ اس سے ان روایتوں کی تائید ہوتی ہے کہ یہ روایتیں درست ہیں، اسی لیے دوسرے محدثین نے بھی انہیں اپنے ہاں نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن حمود بن درھم الغری نے اسی طرح ابو عوانہ کے حوالے سے نقل کردہ الزامات کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس بات کا تاریخی اعتبار سے کوئی امکان نہیں، کیونکہ احادیث کی کتب کی باقاعدہ اشاعت کا سلسلہ ہارون رشید اور مامون رشید کے دور میں شروع ہوا (۲۳)۔ عبداللہ بن حمود بن درھم الغری نے آخر میں دلائل کی بنیاد پر کہا کہ حبیب بن ثابت کے حوالے سے الزام تراشی درست نہیں ہے بلکہ یہ باتیں صرف ابو خالد الوسطی کو بدنام کرنے کے لیے اُن سے منسوب کی گئی ہیں جو غیر مقبول ہیں (۲۴)۔ علماء عامہ کی جانب سے ابو خالد الوسطی پر ہونے والی جرح اور طعن درست نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے ابو خالد الواسطی کی مخالفت بنو عباس کے ایماء پر کی ہے اور اس جرح وطعن کو موثر بنانے کے لیے ان لوگوں کے نام بھی استعمال کیے ہیں جن کا تعلق زیدیہ فرقہ سے ہے۔

مجموع الفقھی اور مجموع الحدیثی پہلی بار لاطینی زبان میں شرح کے ساتھ اٹلی کے شہر میلانو سے ۱۹۱۹ء میں درج ذیل نام سے طبع ہوئی:

"CORPUS JURIS DI ZAID BIN ALI"

دوسری بار مطبعۃ المعارف العلمیہ، قاہرہ سے مسند امام زیدؑ کے نام سے ۱۳۴۰ ھ میں شائع ہوئی، تیسری بار ۱۴۰۱ھ میں بیروت سے ۳۳۹ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مسند امام زیدؑ کے نام سے طبع ہوئی۔ موجودہ دور میں رائج مسند امام زیدؑ میں احادیث پیغمبر کی تعداد ۲۲۸ ہے جبکہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کی گئی اخبار کی تعداد ۳۲۱ ہے اور حضرت امام حسینؑ سے دو احادیث

نقل کی گئی ہیں۔ اس میں کل اخبار کی تعداد ۵۵۱ ہے اور مندرجہ ذیل چودہ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ (۲۵)

۱۔	کتاب الطہارۃ	۱۰	ابواب پر مشتمل ہے۔
۲۔	کتاب الصلاۃ	۴۴	ابواب پر مشتمل ہے۔
۳۔	کتاب الجنائز	۱۸	ابواب پر مشتمل ہے۔
۴۔	کتاب الزکوۃ	۱۲	ابواب پر مشتمل ہے۔
۵۔	کتاب الصیام	۱۲	ابواب پر مشتمل ہے۔
۶۔	کتاب الحج	۳۶	ابواب پر مشتمل ہے۔
۷۔	کتاب البیوع	۲۹	ابواب پر مشتمل ہے۔
۸۔	کتاب الشرکۃ	۹	ابواب پر مشتمل ہے۔
۹۔	کتاب الشھادات	۲	ابواب پر مشتمل ہے۔
۱۰۔	کتاب النکاح	۱۳	ابواب پر مشتمل ہے۔
۱۱۔	کتاب الطلاق	۱۰	ابواب پر مشتمل ہے۔
۱۲۔	کتاب الحدود	۷	ابواب پر مشتمل ہے۔
۱۳۔	کتاب السیر وماجاء فی ذلک	۱۳	ابواب پر مشتمل ہے۔
۱۴۔	کتاب الفرائض	۱۶	ابواب پر مشتمل ہے۔

مسند امام زیدؒ کے تمام ابواب میں ایک سے زائد احادیث اور اخبار بیس سے زائد ہیں۔ مثلاً باب وضوء میں دس اور کتاب طہارت میں اُنیس اخبار بیان کی گئی ہیں۔ مسند امام زیدؒ میں موجود تمام احادیث اس سند کے ساتھ نقل کی گئی ہیں:

حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی (علیہ السلام) قال: قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

مسند امام زیدؒ سے دس ایسی احادیث یہاں بحث کے لیے نقل کی جاتی ہیں، جو کتب اربعہ میں بھی نقل ہوئی ہیں لیکن ان احادیث کی اسناد میں کچھ کمی بیشی دیکھنے میں آئی ہے، جس کی نشاندہی کتب اربعہ کے جدید حوالوں کے ساتھ گئی ہے :

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جدہ عن علی بن أبی طالب کرم اللہ وجه انه أتاہ رجل ، فقال یا أمیر المؤمنین واللہ انی لأحبك فی اللہ ، قال ولکنی أبغضك فی اللہ ، قال ولم ، لأنك تتغنی بأذانك یعنی تطربه وتأخذ علی تعلیم القرآن أجرا وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله یقول من أخذ علی تعلیم القرآن أجرا کان حظه یوم القیامة۔ (۲۶)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں۔ ایک شخص انکے پاس آیا اور بولا: اے امیر المومنین! میں اللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: لیکن میں اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تم سے نفرت کرتا ہوں۔ اُس نے دریافت کیا وہ کیوں؟ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا! تم اذان گانے کی طرز پر دیتے ہو اور قرآن کی تعلیم دینے کا معاوضہ لیتے ہو۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص قرآن پاک سکھانے کا معاوضہ لے گا، قیامت کے دن اس کا حصہ وہی اجر ہوگا، جو دنیا میں لے چکا ہے۔

یہ حدیث من لا یحضرہ الفقیه (۲۷) میں مرسلہ درج ہوئی ہے اور تہذیب الاحکام (۲۸) ،الاستبصار (۲۹) اور وسائل الشیعه (۳۰) میں کچھ اختلاف کے ساتھ نقل ہوئی ہے اور روایت کی سند حضرت زید شہیدؒ سے پہلے تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں اس طرح نقل کی گئی ہے:

محمد بن الحسن الصفار، عن عبداللہ بن المنبه ،عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی...

ان مصادر میں تتغنی باذانك کے بجائے تبغ فی الاذان آیا ہے اور اس اختلاف کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جدہ عن علی قال: أتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله نفر فقالوا یا رسول اللہ ان امرأة معنا توفیت ولیس معها ذو رحم محرم فقال صلی اللہ علیه وآله کیف صنعتم بها فقالوا صببنا الماء علیها صبا ، قال اما وجدتم من أهل الکتاب امرأة تغسلها قالوا لا ، قال أفلا یممتموها۔ (۳۱)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤاجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں۔کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اُنھوں نے عرض کی۔یا رسول اللہ ﷺ ! ہمارے ساتھ ایک خاتون تھی،جو دوران سفر وفات پا گئی اور اُسکا کوئی محرم عزیز ساتھ نہیں تھا۔نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: تم اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اُن لوگوں نے عرض کی ، ہم نے اس پر پانی بہادیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : کیا تمہیں اہل کتاب سے تعلق رکھنے والی کوئی عورت نہیں ملی ،جو اسے غسل دیتی۔اُن لوگوں نے عرض کی نہیں۔نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے تیمّم کیوں نہیں کروایا۔

یہ حدیث تہذیب الاحکام (۳۲) ، الاستبصار (۳۳) اور وسائل الشیعہ (۳۴) میں نقل ہوئی ہے۔اسکی سند حضرت زید شہیدؒ سے پہلے اس طرح بیان ہوئی ہے :

سعد بن عبداللہ ،عن ابی الجوزاء، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی(۶)۔

یہ حدیث وسائل الشیعہ میں مکرر نقل ہوئی ہے۔

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جده عن علی۔ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله اذا مات الشهید من یومه أو من الغد فوارو ه فی ثیابه وان بقی أیاما حتی تغیرت جراحه غسل(۳۵)

وہ شخص جو آگ کے ذریعے جل جائے یا ڈوب کر مر جائے،اُسکے بارے میں حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب شہید اُسی دن فوت ہو جائے یا اس سے اگلے دن فوت ہو جائے تو تم اسے اسکے کپڑوں میں ڈھانپ دو لیکن اگر کچھ دن گزر جائیں یہاں تک کہ اس کے زخم تبدیل ہو جائیں تو پھر اسے غسل دو۔

یہ حدیث تہذیب الاحکام،(۳۶) الاستبصار (۳۷) اور وسائل الشیعہ (۳۸) میں نقل ہوئی ہے۔اسکی سند حضرت زید شہیدؒ سے پہلے تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں اسطرح بیان ہوئی ہے :

محمد بن احمد بن یحیی، عن ابی جعفر، عن ابی الجوزة، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی۔

اس خبر کے بارے میں شیخ طوسی نے فرمایا کہ اس حدیث پر ہم عمل نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ خبر غیر امامیہ فرقہ کے موافق ہے۔

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جده عن علی۔ انه سئل عن رجل احترق بالنار فأمرهم ان یصبوا علیه الماء صبا۔ (۳۹)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤاجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو آگ میں جل گیا ہو تو حضرت علیؑ نے فرمایا: اس پر پانی بہادیا جائے۔ عمرو بن خالد نے حضرت زید شہیدؑ سے اُس شخص کے بارے میں دریافت کیا، جو ڈوب کر مر جائے یا اس پر کوئی دیوار گر جائے اور وہ مر جائے تو حضرت زید شہیدؑ نے فرمایا: لوگ اُسے غسل دینگے۔

یہ حدیث فروع الکافی (۴۰) ، تہذیب الاحکام (۴۱) ، وسائل الشیعہ (۴۲) میں بیان ہوئی ہے اور اس کی سند فروع الکافی میں اسطرح بیان کی گئی ہے:

عدة من اصحابنا، عن احمد بن محمد بن خالد، عن ابی الجوزاء، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد عن زید بن علی...

تہذیب الاحکام میں اسطرح ہے:

اخبرنی الشیخ ایده الله تعالی، عن ابی جعفر محمد بن علی، عن محمد بن الحسن، عن محمد بن یحییٰ، عن محمد بن احمد بن یحییٰ، عن ابی جعفر، عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی عن آبائه عن علی علیهم السلام انه سئل عن رجل یحترق بالنار فأمرهم أن یصبوا علیه الماء صبا وان یصلی علیه۔

وسائل الشیعہ میں اس حدیث کی اسناد میں دو افراد ابو جعفر اور محمد بن حسن کو بیان نہیں کیا گیا ہے اور اس حدیث کی سند یہ بیان کی گئی ہے:

عن محمد بن أحمد بن يحيى، عن أبي جعفر، عن أبي الجوزاء، عن الحسين بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زيد بن علي، عن آبائه، عن علي عليه السلام أنه سئل عن رجل يحترق بالنار فأمرهم أن يصبوا عليه الماء صبا وأن يصلى عليه۔

مسند امام زیدؑ میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے۔اس میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں جبکہ تہذیب الاحکام اور وسائل الشیعہ میں نقل کی گئی، حدیث میں نماز پڑھنے کا حکم شامل ہے، جس سے مسند امام زیدؑ کی اس حدیث میں غلطی کا امکان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ جلنے والے یا ڈوب کر مرنے والے شخص کی نماز جنازہ ہوتی ہے:

حدثني زيد بن علي عن أبيه عن جده عن علي۔ قال: ينزع عن الشهيد الفرو والخف والقلنسوة والعمامة والمنطقة والسراويل الا أن يكون أصابه دم فان كان أصابه ترك ولم يترك عليه معقودا الاحل۔ (۴۳)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: شہید کا کوٹ اتر وادیا جائے گا، موزہ، ٹوپی، عمامہ پٹکا اور شلوار اتار دی جائے گی اور اوپر لپیٹنے والا کپڑا اتار دیا جائے گا۔البتہ اگر انہیں خون لگا ہوا ہو (تو حکم مختلف ہوگا) تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ ورنہ جو چیز بھی جسم پر باندھی جاتی ہے، اس کو کھول دیا جائے گا۔

یہ حدیث فروع الکافی (۴۴)، من لایحضرہ الفقیہ (۴۵)، تہذیب الاحکام (۴۶) اور وسائل الشیعہ (۴۷) میں بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث من لایحضرہ الفقیہ میں بطور مرسلہ آئی ہے جبکہ فروع الکافی میں اس حدیث کی سند یوں بیان کی گئی ہے کہ:

عدة من اصحابنا، عن احمد بن محمد بن خالد، عن ابي الجوزاء، عن الحسين بن علوان، عن عمرو بن خالد عن زيد بن علي ...

جبکہ تہذیب الاحکام میں ایک راوی جس کا نام محمد بن یعقوب ہے، اس کے نام کے اضافہ کے ساتھ اس طرح بیان ہوئی ہے:

عن محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد بن خالد عن أبيه عن أبي الجوزاء عن الحسين بن علوان عن عمرو ابن خالد عن زيد بن علي ... باب توجيه الميت الى القبلة : حدثني زيد بن علي عن أبيه عن جده عن علي عليهم السلام قال : دخل رسول الله صلى الله عليه وآله على رجل من ولد عبد المطلب وهو يجود بنفسه وقد وجهوه لغير القبلة ، فقال صلى الله عليه وآله وسلم وجهوه الى القبلة فانكم اذا فعلتم ذلك أقبلت الملائكة عليه وأقبل الله عليه بوجه فلم يزل كذلك حتى يقبض ، (۴۸)

حضرت زید بن علیؑ نے اپنے آباء کرام سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے روایت نقل کی ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اولاد عبدالمطلب میں سے کسی پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ جانکنی کے عالم میں ہے اور اس کا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسکا رخ قبلہ کی طرف کرو۔ جب تم ایسا کروگے تو فرشتے اسکے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اسکی طرف رخ کرے گا۔ چنانچہ اُسکا رخ قبلہ رو ہوا تو اسکی روح قبض ہو گئی۔ راوی نے مزید بیان کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس دوران اسے لا الہ الااللہ پڑھنے کی تلقین کی۔ آپؐ نے فرمایا: جانکنی کا عالم ہو تو کلمہ توحید کی تلقین کرو کیونکہ جس کاآخری کلام کلمہ توحید ہوگا، وہ جنت میں چلا جائیگا۔

یہ حدیث من لایحضرہ الفقیہ (۴۹) میں مرسلہ، وسائل الشیعہ (۵۰) اور علل الشرائع (۵۱) میں اس سند کے ساتھ بیان کی گئی ہے:

عن محمد بن علي ماجيلويه ، عن محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبي الجوزا المنبه بن عبد الله ، عن الحسين بن علوان ، عن عمرو بن خالد ، عن زيد بن علي ...

ان کتابوں میں حدیث کا متن تقریباً ایک ہی ہے، جو وسائل الشیعہ کا ہے لیکن الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بیان ہوئی ہے جبکہ مسند امام زیدؒ کی روایت میں اضافہ پایا جاتا ہے کہ مرنے والا اگر حالت نزاع میں کلمہ توحید پڑھے گا تو وہ جنت میں چلا جائے گا۔ اس پر اشتباہ پایا جاتا ہے کہ یہ مسند امام زیدؒ میں اضافی ہے کیونکہ دیگر مصادر میں یہ الفاظ نہیں ملتے:

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جده عن علی۔ قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وآله أكل الربا ومؤكله وبائعه ومشتریه كاتبه وشاهدیه۔ (۵۲)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے بیان کیا: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے اور اسکے موّکل اور اسکے فروخت کرنے والے اور اسکے کاتب اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے۔

یہ حدیث من لایحضر فقیہ میں مرسلہ ہے (۵۳)، تہذیب الاحکام (۵۴) اور وسائل الشیعہ (۵۵) میں بیان کی گئی ہے اور تہذیب الاحکام میں اسکی سند اسطرح بیان کی گئی ہے:

الحسین بن سعید، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی...

وسائل الشیعہ میں عمرو بن خالد کے بجائے محمد بن خالد سے بیان کی گئی ہے جو کہ سہواً لکھی گئی ہے کیونکہ صاحب تہذیب الاحکام میں عمرو بن خالد کا نام بیان کیا گیا ہے:

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جده عن علی۔ ان امرأة أتت علیا علیه السلام ورجل قد تزوجها ودخل بها وسمی لها مهرا وسمی لمهرها أجلا، فقال له علی۔ لا أجل لك فی مهرها اذا دخلت بها فحقها حال فأد الیها حقها (۵۶)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ کے پاس ایک خاتون آئی۔ ایک شخص نے اس کے ساتھ شادی کرکے صحبت کرلی تھی۔ اسکے مہر کی ادائیگی کی مدت طے کی گئی تھی۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا! اس عورت کا مہر ادا کرو، تمہارے لیے اب کوئی مدت کا جواز نہیں چونکہ تم اس کے ساتھ صحبت کرچکے ہو اور مہر اس کا حق ہے۔

یہ حدیث تہذیب الاحکام (۵۷)، الاستبصار (۵۸) اور وسائل الشیعہ (۵۹) میں اس سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

محمد بن احمد بن یحیی، عن ابی جعفر، عن ابی الجوزاء، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی...

یہ حدیث وسائل الشیعہ میں دو بار بیان کی گئی ہے:

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جدہ عن علی ۔ قال : لا قصاص بین الرجال والنساء فیما دون النفس ولا قصاص فیما بین الأحرار والعبید فیما دون النفس (٦٠)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤاجداد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: مردوں اور عورتوں کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ سوائے اسکے کہ ان لوگوں نے کسی کو جان سے مارا ہو، آزاد اور غلاموں کے درمیان بھی قصاص نہیں ہے، اگر جان سے نہ مارا ہو۔

اس حدیث کا مفہوم تہذیب میں نقل کی گئی حدیث سے ملتا ہے لیکن اُس میں بچوں کے قصاص کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو مسند امام زیدؑ کی روایت میں نہیں ملتا۔ جس سے یہ امکان پایا جاتا ہے کہ اسکے جامع کو یہ روایت پوری طور پر نہ ملی ہو۔ یہ حدیث اسی سند کے ساتھ الاستبصار (٦١)، وسائل الشیعہ (٦٢) اور تہذیب الاحکام (٦٣) میں اسطرح بیان کی گئی ہے:

عنه عن أبي جعفر عن أبي الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائه عن علی علیه السلام قال : لیس بین الرجال والنساء قصاص الا في النفس ، ولیس بین الأحرار والممالیك قصاص الا في النفس ولیس بین الصبیان قصاص في شيء الا في النفس۔

مردوں اور عورتوں کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے جان سے مارا ہو اور آزاد اور غلاموں کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے جان بوجھ کر جان سے نہ مارا ہو اور بچوں کے درمیان بھی قصاص نہیں ہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے جان سے نہ مارا ہو:

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جدہ عن علی (ع م) قال : قال رسول الله صلی الله علیه وآله المعدن جبار والبئر، جبار والدابة المنفلتة جبار والرجل جبار۔ (٦٤)

حضرت زید بن علیؑ اپنے آباؤاجداد کے حوالے سے حضرت علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلّیَ اللہ علیہ وَآلِہٖ وَسلَّم نے بیان کیا ہے: پہاڑ کی کان میں گر کر مرنا رائیگاں جاتا ہے، کنویں میں گر کر مرنا رائیگاں جاتا ہے، جانور کے مارنے سے مرنا رائیگاں جاتا ہے۔

یہ حدیث وسائل الشیعہ (٦٥) میں معمولی فرق کے ساتھ آگے پیچھے نقل ہوئی ہے اور اسکی سند معانی الاخبار میں اسطرح بیان کی گئی ہے:

عن سعد بن عبداللہ ، عن الهيثم بن ابی مسروق، عن الحسین بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن زید بن علی۔۔۔ (٦٦)

جبکہ معانی الاخبار میں (وَالرجل جبار) کا لفظ بیان نہیں کیا گیا ہے۔ اگرچہ مختلف ابواب میں سند کے ساتھ نقل ہوئی اور ان روایات کے مصادر امامیہ معتبر ہیں اور ان کا کافی میں ذکر ہوا ہے۔

مسند امام زیدؒ میں نقل کی گئی بیشتر احادیث اور اقوال ایسے ہیں، جن میں اسکے جامع نے کمی بیشی کرکے اسے غیر امامیہ فرقوں اور زیدیہ فرقہ کے موافق ایک کتاب بنا دیا۔ جسے ان فرقوں نے حضرت زید شہیدؒ سے والہانہ عقیدت کی بناء پر بلا تحمل قبول کرلیا ہے، لیکن مسند امام زیدؒ میں پائی جانیوالی اغلاط کے سبب تحقیقی نقطہ نظر سے اسے اشکال سے خالی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مسند امام زیدؒ میں بیشتر روایتیں ایسی ہیں، جنہیں حضرت زید شہیدؒ کی طرف منسوب کرنا تحقیقی نقطہ نظر درست نہیں اور ان کی ذات سے بعید ہیں کیونکہ حضرت زید شہیدؒ نے اپنے والد حضرت امام زین العابدینؑ اور بڑے بھائی حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ جن احادیث کو اپنے والد سے نقل کیا ہے اُن احادیث اور حضرت زید شہیدؒ کی نقل کردہ احادیث میں کوئی فرق پایا جائے حالانکہ ابو خالد واسطی کا صراحت کے ساتھ بیان سامنے ہے کہ حضرت زید شہیدؒ کے پاس اپنے والد کی بیان کردہ احادیث ایک کتابی شکل میں محفوظ تھیں، جنہیں اُنہوں نے خود تالیف کیا تھا۔ لہٰذا ان احادیث میں کسی قسم کی بیشی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایسی روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ روایتیں وضع شدہ ہیں، جو اُن سے غلط طور پر منسوب کی گئی ہیں۔

ابراہیم بن زبرقان ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

قال ابراهيم سألت أبا خالد كيف سمعت هذا الكتاب من زيد بن على عليهما السلام قال: سمعناه من كتاب معه قد وطأه وجمعه (٦٧)

ابراہیم بیان کرتے ہیں میں نے ابو خالد سے دریافت کیا: آپ نے اس کتاب کو امام زیدؒ کی زبانی کیسے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ احادیث ان سے سنی جنہیں وہ اُس کتاب سے پڑھ کر بیان کرتے تھے، جو انکے پاس تھی اور اُنہوں نے اسے جمع کیا تھا۔

ابراہیم بن زبر قان کے بیان سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت زید شہیدؑ کے پاس جو کتاب ابو خالد واسطی نے دیکھی اور اُن سے سنی تھی، وہ کتاب ابو خالد الواسطی کی جمع کردہ کتاب کے علاوہ تھی، جسکی ابو خالد واسطی کے پاس موجودگی ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی ابو خالد الواسطی کی تالیف کردہ کتاب عبدالعزیز بن اسحٰق البقال تک پہنچی بلکہ یہ دونوں کتب عبدالعزیز بن اسحٰق کی دسترس سے دور تھیں، اسی لیے اُنہوں نے ابوالقاسم علی بن محمد نخعی سے سن کر جمع کیا، جس کا اقرار خود عبدالعزیز بن اسحٰق بن جعفر بغدادی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

حدثنی عبد العزیزبن اسحاق بن جعفر البغدادی قال حدثنی أبو القسم علی بن محمد النخعی قال حدثنی سلیمان بن ابراهیم المحاربی جدی أبو أمی قال حدثنی نصر بن مزاحم المنقری قال سمعت هذا الکتاب من أبی خالد الواسطی (٦٨)

عبدالعزیز بن اسحٰق بن جعفر بغدادی نے بیان کیا کہ اُن سے ابوالقاسم علی بن محمد نخعی نے بیان کیا ہے کہ اُن سے اُنکے نانا سلیمان بن ابراہیم المحاربی نے بیان کیا ہے کہ نصر بن مزاحم نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ اس کتاب کو اُنہوں نے ابو خالد الواسطی سے سنا تھا۔

حضرت زید شہیدؑ سے سُنی ہوئی احادیث اور فقہی آراء کو ابو خالد الوسطی نے مرتب کرکے مجموع الفقہی وَالمجموع الحدیثی نامی کتب تالیف کی تھیں اور ان کتب کو ابو خالد واسطی کے زمانے میں آفاقی شہرت حاصل ہوئی تھی۔ عباسی حکمرانوں نے اہلبیت رسول ﷺ سے بغض اور دشمنی کے سبب حضرت زید شہیدؑ سے منسوب کتب کو عمداً منظر عام سے ہٹادیا تھا، لیکن ڈیڑھ سو سال گزرنے کے باوجود لوگ ان کتب کو بھول نہ پائے اور یہی سبب تھا کہ عبدالعزیز بن اسحٰق البقال نے اس کتاب کی تالیف کا بیڑہ اُٹھایا اور ابوالقاسم علی بن محمد نخعی سے سن کر المجموع الفقہی وَالمجموع الحدیثی کے نام سے ۳۱۶ھ میں جمع کیا۔

موجودہ کتاب مسند امام زیدؑ کے مقدمہ میں شیخ واسعی نے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے یہ کتاب اپنے استاد حسین علی عمری سے سن کر تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی سند اُنہوں نے کچھ اس طرح بیان کی ہے:۔

۱۔ زید بن علی بن حسین　　۲۔ ابو خالد عمرو بن خالد واسطی
۳۔ ابراہیم بن زبر قان تیمی　　۴۔ نصر بن مزاحم منقری
۵۔ سلیمان بن ابراہیم محاربی　　۶۔ علی بن محمد نخعی

۷۔ عبدالعزیز بن اسحاق البقال　　۸۔ ابوالفضل محمد بن عبداللہ شیبانی
۹۔ ابوسعید عبدالرحمٰن نیشاپوری　　۱۰۔ حاکم ابوالفضل وہب اللہ بن حاکم القاسم حسکانی
۱۱۔ زید بن حسن بیہقی　　۱۲۔ احمد بن ابوالحسن الکنی
۱۳۔ قاضی جعفر بن احمد　　۱۴۔ محی الدین و مران ابوالحسن
۱۵۔ عبداللہ بن حمزہ　　۱۶۔ احمد حمید
۱۷۔ قاسم بن احمد حمید　　۱۸۔ محمد بن یحییٰ
۱۹۔ احمد بن یحییٰ　　۲۰۔ مطہر بن محمد بن سلیمان
۲۱۔ سید صارم الدین　　۲۲۔ امام زرف الدین
۲۳۔ سید احمد بن عبداللہ　　۲۴۔ سید امیر الدین بن عبداللہ
۲۵۔ قاسم بن محمد　　۲۶۔ محمد بن قاسم بن محمد
۲۷۔ قاضی احمد بن سعد الدین مسور　　۲۸۔ احمد بن صالح ابرجال
۲۹۔ حسین بن احمد زبارہ　　۳۰۔ یوسف زبارہ (حسین بن احمد کے صاحبزادے)
۳۱۔ احمد بن یوسف (حسین بن احمد کے پوتے)　　۳۲۔ احمد بن یوسف (حسین زبارہ کے بھائی)
۳۳۔ قاضی عبداللہ غالبی　　۳۴۔ علامہ حسین بن عبدالرحمٰن الاکوع
۳۵۔ قاسم بن حسین بن منصور　　۳۶۔ قاضی حسین بن علی عمر
۳۷۔ شیخ عبدالواسع بن یحییٰ الواسعی نے اسے مسند امام زید کے نام سے شائع کیا ہے۔

اس لیے تحقیقی نقطۂ نظر سے مسند امام زیدؑ ابو خالد الوسطی کی تالیف کردہ کتاب قرار نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی اسے عبدالعزیز اسحٰق البقال کی جمع کردہ کتاب قرار دیا جانا چاہئے کیونکہ یہ کوئی اور کتاب ہے، جسے پہلے ابوالقاسم علی بن محمد نخعی نے بیان کیا اور پھر اُنکے توسط سے حسین علی عمری نے بیان کیا اور اسے شیخ واسعی نے تالیف کیا۔ البتہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ موجودہ کتاب مسند امام زیدؑ شیخ واسعی کی تالیف کردہ کتاب ہے اور یہ کتاب فقہ حنفیہ کے پیروکاروں کے لیے موافق کتاب ہے، جس کی تائید مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد بخیت مطیعی حنفی کی وہ تحریر ہے، جو شیخ واسعی نے مسند امام زیدؑ کے مقدمے میں نقل کی ہے:

هو موافق في معظم أحكامه لمذهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان۔ (۶۹)

اس کتاب میں فقہی مسائل اور شرعی احکام امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہیں۔
ابو القاسم علی بن محمد نخعی الکوفی کا نام طبقات حنفیہؒ میں ملتا ہے (۷۰) اور ذہبی نے ان کا ذکر ابن الشرقی کے حالات میں اس طرح کیا ہے:

شيخ الحنفية أبو القاسم علي بن محمد بن كأس النخعي الكوفي مات في رابع ربيع الآخر سنة أربع وعشرين وثلاث مائة۔ (۷۱)

شیخ الحنفیہ ابو القاسم علی بن محمد بن کاس النخعی الکوفی کا انتقال ۴/ربیع الاخر ۳۲۴ھ میں ہوا۔ شیخ واسعی نے بھی مسند امام زیدؒ کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ ابوالقاسم فقہ حنفیہؒ کے پیروکار تھے اور وہ بنو عباس کے دور میں شام، بغداد اور رملہ کے ولایت کے منصب پر فائز ہوئے اور اُن کا انتقال عاشورہ کے دن ۳۲۴ھ میں ہوا۔ (۷۲)
جبکہ معروف اسکالر آقائے بزرگ طہرانی نے مسند امام زیدؒ کے بارے میں اپنی معروف کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں بیان کیا ہے:

مسند زيد(زيد ابن علي بن الحسين امام الزيدية الشهيد)، مجموعة أحاديث رواه عن آبائه جمعها عبد العزيز بن اسحاق البقال(متوفى ۳۱۳ھ)، رواه عن زيد أبو خالد عمر بن خالد الواسطي ، يظهر من جامع التصانيف انه طبع في ايطاليا وهو غير منسكه الآتي الموسوم بمنهاج الحاج۔ (۷۳)

(مسند زید بن علی ابن حسینؑ) الشہید جنہیں زیدیہ فرقے کا امام کہا جاتا ہے، اُن سے ابو خالد الوسطی کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے، جسے عبد العزیز بن اسحاق بقال نے جمع کیا اور جامع التصانیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اٹلی سے شائع ہوئی تھی لیکن اُس کتاب کی طرح نہیں تھی، جیسا کہ المجموع الفقہی اور المجموع الحدیثی کو یکجا کرکے المنہاج الہاج کے نام سے ابو خالد الواسطی کی کتاب شائع ہوئی تھی۔
مسند امام زیدؒ کے مقدمے میں شیخ واسعی نے اس کتاب کی صحت کو تنقید سے بچانے کے لیے ایک وضع شدہ روایت نقل کی ہے، جو درج ذیل ہے:

لا یطعن فی ابی خالد زیدی قط، انما یطعن فیہ رافضی او مناصب۔ (۷۴)
ابو خالد واسطی پر کوئی زیدیہ اعتراض نہیں کرسکتا۔ انکے بارے میں رافضی یا آلِ محمدؑ کا مخالف اعتراض کریگا۔

مسند امام زیدؑ کی صحت اس روایت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس میں اشکال پیدا کرتی ہے کیونکہ مسند امام زیدؑ نامی کتاب قرآن مجید کی طرح لاریب فیہ کی سند یافتہ کتاب نہیں ہے، جس پر تحقیق کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اگر کوئی محقق ٹھوس دلائل کی روشنی میں اس پر بحث کرے تو اُسے ناصبی یا رافضی قرار دے دیا جائے۔ اس کتاب میں نقل کی گئی احادیث پر جن لوگوں نے اپنا اشکال ظاہر کرتے ہوئے جرح کی، ان میں امام نسائی اور ابو عوانہ کا نام لیا جاتا ہے اور انکے بعد ذہبی نے اس بات کو بڑھاوہ دیا۔ اُنہوں نے ابو خالد واسطی کو غیر معتبر، کاذب اور غالی قرار دیتے ہوئے پانچ احادیث کا ذکر کیا ہے لیکن کسی نے انہیں شخصیات کو ناصبی یا رافضی قرار نہیں دیا۔ اس روایت کے حوالے سے ہمارا موقف یہ ہے کہ شیخ عبد الواسع الواسعی نے اس روایت کے ذریعے اپنی مرتب کردہ کتاب مسند امام زیدؑ پر تحقیق کے دروازے بند کیے ہیں، جو سراسر غلط ہے اور اس روایت کی بنیاد پر اس کتاب کو من و عن قبول نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مسند امام زیدؑ کے حوالے سے تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ حضرت زید شہیدؑ کی تالیف کردہ احادیث پر مبنی کتاب، جسے پڑھ کر آپ اپنی نشستوں میں احادیث بیان کرتے تھے وہ کتاب ابو خالد واسطی کے پاس موجود نہ تھی ورنہ وہ اُسے دوبارہ جمع نہیں کرتے اور اسی طرح ابو خالدالواسطی کی تالیف کردہ کتب بنو عباس کے دور حکومت میں منظر عام سے ہٹائے جانے کے سبب دست برد زمانہ ہو گئیں اور وہ کتب زیدیہ فرقہ کے مشاہیر کے پاس موجود نہ تھیں۔ اسی لیے چوتھی صدی ہجری میں عبدالعزیز اسحق بقال بغدادی نے انہیں دوبارہ جمع کیا۔ زیدیہ فرقہ کے ساتھ پیش آنے والے حالات و واقعات کے سبب یہ کتب کسی کے پاس محفوظ نہ رہ سکیں۔ یہی حال مسند امام زیدؑ کا ہے کہ شیخ واسعی نے اپنے اُستاد سے سن کر مسند امام زیدؑ تالیف کی اور اسے شائع کیا، جسے اشکال سے خالی نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس کتاب کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کتاب میں پائی جانے والی اغلاط حضرت زید شہیدؑ کی ذات سے بعید ہیں اور انہیں آپ کی طرف منسوب کرنا نا صرف علمی بددیانتی ہے بلکہ ایک منظّم سازش کا حصہ

ہے۔مُسند امام زیدؑ کو حضرت زید شہیدؑ یا ابوخالد الوسطی یا عبدالعزیز بن اسحٰق البقال بغدادی کی تالیف قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ اسے شیخ واسعی کی کاوش قرار دیا جاسکتا ہے۔

کتابیات

۱. أبوالفضل اندلسی، أبوالفضل عیاض بن موسی الیحصبی، ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة أعلام مذہب مالک، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الأولی، ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء ص/۱۰۱؛ شیخ، محمد ابوزہرہ مصری، مالک: حیاتہ وَعصرہ۔ اَراء وَفقہ، الطبع وللنشر دار العربی الفکر، قاہرہ، ص ۲۲۵؛ مالک، مالک بن أنس أبو عبداللہ الأصبحی، موطاء مالک، تحقیق: تقی الدین الند وی أستاذ الحدیث الشریف بجامعة الامارات العربیة المتحدة، تعلیق المُمَجَّد لموطّأ الامام محمد وہو شرح لعبد الحہّ اللّکنوی، الناشر دار القلم، دمشق، الطبعة الأولی، سنة ۱۴۱۳ ھ - سنة ۱۹۹۱ م، (الصفحات مرقمة آلیا)، ص ۵؛ ابوالحسنات، محمد عبدالحہ بن محمد عبدالحلیم الأنصاری اللکنوی الہندی، التعلیق الممجد علی موطأ محمد (شرح لموطأ مالک بروایة محمد بن الحسن)، تعلیق و تحقیق: تقی الدین الندوی أستاذ الحدیث الشریف بجامعة الامارات العربیة المتحدة، الناشر: دار القلم، دمشق، الطبعة: الرابعة، سنة ۱۴۲۶ ھ - سنة ۲۰۰۵ م، ص ۱۳؛ الکتانی، ابو عبداللہ محمد بن جعفر الکتانی الادریسی المغربی، الرسالة المستطرفة لبیان مشہور کتب السنة المشرفة، تعلیق: ابو یعلی البیضاوی المغربی، المطبوعة دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ج ۳، ص ۲۲
۲. أبوالفضل اندلسی، أبوالفضل عیاض بن موسی الیحصبی، ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة أعلام مذہب مالک، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی، ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۸ء ص ۱۰۱؛ مالک: حیاتہ وَعصرہ۔ اَراء وَفقہ، ص ۲۲۶؛ موطاء مالک، ص ۷۵
۳. ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة أعلام مذہب مالک، ص ۱۰۱؛ مالک: حیاتہ وَعصرہ۔ اَراء وَفقہ، ص ۲۲۶۔
۴. ابوزہرہ، شیخ، محمد ابوزہرہ، الامام زید: حیاتہ وَعصرہ۔ اَراء وَفقہ، الطبع وللنشر دار العربی الفکر، قاہرہ، ص ۲۳۳۔
۵. ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة أعلام مذہب مالک، ص ۱۰۱؛ مالک: حیاتہ وَعصرہ۔ اَراء وَفقہ، ص ۲۲۸
۶. مسند الامام زید، مطبوعہ منشوارات دار المکتبة الحیاة، بیروت۔ ۱۹۸۷ء، ص ۱۳
۷. تاریخ الادب العربی، کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی،، عربی ترجمہ الدکتر عبدالحلیم النجار، الناشر: دار المعارف قاہرہ، المطبعة الخامسہ، ج ۳، ص ۳۲۳
۸. المجموع الفقہی والحدیثی المسمی بہ (مسند الامام زید)، مرتبہ: محدث أبو خالد عمرو بن خالد الواسطی، مؤسسة الامام زید بن علی (ع) مطبوعہ یمن، ص ۲۰
۹. ذہبی، شمس الدین محمد بن أحمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل أحمد عبدالموجود، الناشر دار الکتب العلمیة، بیروت، سنہ اشاعت ۱۹۹۵ء، ج ۲، ص ۲۸۷، ۲۸۶؛ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۲۶، ۲۷؛ الامام زید، ص ۲۴۰
۱۰. الامام زید، شیخ، محمد ابوزہرہ مصری، ص ۲۳۴
۱۱. الامام زید، شیخ، محمد ابوزہرہ مصری،َ، ص ۲۴۰
۱۲. الامام زید، شیخ، محمد ابوزہرہ مصریَ، ص ۲۴۰
۱۳. طوسی، شیخ، محمد بن الحسن، الفہرست، مطبوعہ المکتبة المرتضویة نجف اشرف، ص ۱۸۹، رقم الرجال، ۸۴۸
۱۴. طوسی، شیخ، محمد بن الحسن، رجال الطوسی، تحقیق: جواد القیومی الاصفہانی، مطبوعہ مؤسسة النشر الاسلامی، قم، ص ۱۴۲، رقم الرجال ۱۵۳۴/۶۹
۱۵. نجاشی، احمد بن علی بن احمد، رجال نجاشی: احمد بن علی بن احمد، مطبوعہ بمبئی۔ ۱۳۱۷ق، ص ۲۰۵

۱۶. طوسی، شیخ، ابو جعفر محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال المعروف رجال الکشی: شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی، مطبوعہ دانشگاہ مشھد۔ ۱۳۴۸ش، ص۳۹۰، رقم الرجال۔ ۳۳۷

۱۷. علامہ حلی، خلاصۂ علامہ "خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال"، مطبوعہ تھران،۔ ۱۳۱۲ق، ص۱۱۷

۱۸. المامقانی، حاج شیخ عبداللہ بن محمد حسن، تنقیح المقال فی احوال الرجال، مطبوعہ نجف ۱۳۵۲ش۔، ج۱، ص۱۱۲

۱۹. مجلسی، علامہ محمد باقر، وجیزہ، (ضمیمۂ خلاصۃ الاقوال علامہ حلی)، مطبوعہ تھران، ۱۳۱۲ق، ص۵۹، س۔۱۹،

۲۰. الروض النضیر شرح مجموع الفقہ الکبیر، ج۱، ص۲۶؛ مسند امام زید، زید بن علی بن الحسین، (مقدمہ) ص۱۲؛ الامام زید، ص۲۳۶

۲۱. الامام زید، محمد ابو زہرہ مصری، ص۲۳۸؛ مسند امام زید، زید بن علی بن الحسین، (مقدمہ) ص۱۲

۲۲. المجموع الحدیثی وَالفقھی، ص۲۶

۲۳. الامام زید، شیخ، محمد ابو زہرہ مصریَ، ص۲۴۰

۲۴. المجموع الحدیثی وَالفقھی، ص۲۶

۲۵. اردکانی، سید ابو فاضل رضوی، شخصیت و قیام زید بن علی، مطبوعہ حوزہ علمیہ، قم، ایران، ص۳۳۷، ۳۳۶۔

۲۶. مسند امام زید، (کتاب الصلاۃ باب الاذان)، ص۸۱، رقم الحدیث ۴۶،

۲۷. من لایحضرہ الفقیہ، تصحیح و تعلیق: علی أکبر الغفاری، منشورات جماعۃ المدرسین فی الحوزۃ العلمیۃ، قم، سنہ ۱۴۰۴ھ، ج۳، ص۱۰۹، ۱۱۰

۲۸. تھذیب الاحکام، تحقیق: السید حسن الموسوی الخرسانی، المطبعۃ دار الکتب الاسلامیۃ، طھران، اطبعۃ الثالثۃ، سنہ ۱۳۶۴ش، ج۶، ص۳۷۶،

۲۹. طوسی، شیخ، ابو جعفر محمد بن الحسن، الاستبصار، تحقیق و تعلیق: السید حسن الموسوی الخرسان، دار الکتب الاسلامیۃ، طھران، الطبعۃ الرابعۃ۔ ۱۳۶۳ش، ج۳، ص۶۵

۳۰. عاملی، شیخ محمد بن الحسن الحر، وسائل الشیعۃ (الاسلامیۃ)، تحقیق: الشیخ محمد الرازی، تعلیق: الشیخ أبی الحسن الشعرانی، مطبعۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ سنہ ۲۰۰۹ء، ج۱۲، ص۱۱۴

۳۱. مسند امام زید، (کتاب الجنائز باب غسل المیت) ص ۱۶۴، ۱۶۵؛ المجموع الحدیثی والفقھی ص۱۲۰؛ تھذیب الاحکام، ج۱، ص۴۴۳

۳۲. الاستبصار، ج۱، ص۲۰۳

۳۳. وسائل الشیعہ، ج/۲، ص/۷۱۰، ۷۰۵؛

۳۴. مسند الامام زید، (باب الشھید والذی یحترق بالنار والغریق) ص۱۶۵؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، ص۱۲۰، رقم الحدیث ۱۶۴

۳۵. تھذیب الاحکام، ج۱، ص۳۳۲، ج۶، ص۱۶۸

۳۶. الاستبصار، ج۱، ص۲۱۵

۳۷. وسائل الشیعہ، ج۲، ص۶۹۹

۳۸. مسند امام زید، (باب الشھید والذی یحترق بالنار والغریق) ص۱۶۶؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، رقم الحدیث ۱۶۷، ص۱۲۱

۳۹. کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، فروع الکافی، تھران، دار الکتب الاسلامیہ، سنہ ۱۳۹۱ق, ج۳، ص۲۱۳

۴۰. تھذیب الاحکام،، ج۱، ص۳۳۳،

۴۱. وسائل الشیعہ، ج۲، ص۷۰۲

۴۲. مسند امام زید، ص۱۶۶ (باب الشھید والذی یحترق بالنار والغریق)؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، ص۱۲۰، رقم الحدیث ۱۶۶

۴۳. فروع الکافی، ج۳، ص۲۱۱

۴۴. من لایحضر الفقیہ، ج۱، ص۱۵۹، رقم الحدیث۔ ۴۴۶

۴۵. تھذیب الاحکام، ج۱، ص۳۳۲

۴۶. وسائل الشیعہ، ج۲، ص۱۰۷
۴۷. مسند امام زید، (باب توجیہ المیت اِلی القبلہ باب توجیہ المیت الی القبلۃ) ص۱۷۵، ۱۷۶؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، رقم الحدیث ۱۸۹ص۱۲۶،
۴۸. من لایحضر الفقیہ، رقم الحدیث۔۳۴۹، ج۱، ص۱۳۳
۴۹. وسائل الشیعہ، رقم الحدیث۔۶، ج/۲، ص/۶۶۲
۵۰. الشیخ الصدوق، علل الشرائع، منشورات المکتبۃ الحیدریۃ النجف الأشرف، ۱۹۶۶ء، (باب ۲۳۴-علۃ توجیہ المیت الی القبلۃ) رقم الحدیث ۱، ج۱، ص۲۹۷
۵۱. مسند امام زید، (باب أکل الربا و عظم اثمہ والحلف علی البیع)، ص۲۵۶؛
۵۲. المجموع الحدیثی وَالفقھی، رقم الحدیث ۳۲۵، ص۱۷۸
۵۳. من لایحضر الفقیہ، شیخ صدوق، ج۳، ص۱۷۴، رقم الحدیث۔۳۹۹۴
۵۴. تھذیب الأحکام، شیخ طوسی، ج۷، ص۱۵
۵۵. وسائل الشیعہ، رقم الحدیث۱، ج۱۲، ص۴۳۰
۵۶. مسند امام زید، باب المھور ص، ۳۰۳، ۳۰۴؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، رقم الحدیث ۴۲۸، ص۲۱۰
۵۷. تھذیب الأحکام، ج۷، ص۳۵۸
۵۸. الاستبصار، ج۳، ص۲۲۱
۵۹. وسائل الشیعہ، (رقم الحدیث۔۱، ج۱۵، ص۱۷
۶۰. مسند امام زید، (باب الدیات)، ص۳۴۵؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، رقم الحدیث ۵۱۸، ص۲۳۳
۶۱. الاستبصار، ج۴، ص۲۲۶
۶۲. وسائل الشیعہ، ج۱۹، ص۱۳۹، ۱۲۷
۶۳. تھذیب الأحکام، ج۱۰، ص۲۷۹
۶۴. مسند امام زید، (باب الدیات)، ص/۳۴۶؛ المجموع الحدیثی وَالفقھی، ص۲۳۴، رقم الحدیث ۵۲۷
۶۵. وسائل الشیعہ، ج۱۹، ص۲۰۳، رقم الحدیث۔۳۵۵۷۵/۲،
۶۶. شیخ، صدوق، معانی الأخبار، تصحیح و تعلیق: علی أکبر الغفاری، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم۔ایران، ص۳۰۳
۶۷. مسند امام زید، ص۳۸۰
۶۸. ایضاً، ص۳۸۰
۶۹. ایضاً، (مقدمہ کتاب)، ص۳۸، ۳۷
۷۰. ابو محمد، عبد القادر بن أبی الوفاء محمد بن أبی الوفاء القرشی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، الناشر میر محمد کتب خانہ، کراتشی، باکستان، رقم الرجال ۱۰۲۳، ص۱۷۳
۷۱. ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج۳، ص۸۲۱،
۷۲. مسند امام زید (مقدمہ) ص۱۴
۷۳. طہرانی، آقای بزرگ، الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ، مطبوعہ ۱۳۸۹ھ، الثانیۃ، دار الأضواء، بیروت، رقم الکتاب: ۳۸۲۷، ج۲۱، ص۲۶۔
۷۴. مسند امام زید، ص۳۸۱۔